آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ⁂ لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

Digitized by Khilafat Library

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ | بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء | نمبر ۷

مطابق رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۳ھ

قیمت سالانہ

[illegible]

فہرست مضامین

مسئلہ توبہ ۲۴۹ - ۲۵۵

کیا بائیبل محفوظ عن الخطاء ہے؟ ۲۵۶ - ۲۶۳

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں کس طرح پوری ہو رہی ہیں ۲۶۴ - ۲۷۵

مذہبی آزادی ۲۷۵ - ۲۷۷

فہرست کتب ۲۷۸

گوشوارہ ۲۷۹ - ۲۸۰

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر میگزین سے نقد قیمت آنے پر یا بذریعہ وی۔پی طلب کرنے پر مل سکتی ہیں

براہین احمدیہ ہر چہار حصہ	عا/	خطبۃ الہامیہ	عہ/
” حصہ اوّل	۵/	مواہب الرحمٰن	۴/
” حصہ دویم	۴/	مبادی الصرف مصنفہ حضرت خلیفہ اوّلؓ	۱/
” حصہ سویم	۱۰/	لغات القرآن حصہ اوّل	عہ/
اسلامی اصول کی فلاسفی	۵/	” حصہ دوئم	عہ ۸/
ٹیچنگز آف اسلام مجلد انگریزی	عہ ۴/	ضرورت امام	۱/
” غیر مجلد ”	۱۴/	رسالہ فضل حق	۱/
قاعدہ یسرنا القرآن حصہ اوّل	۰/	ستارہ قیصرہ	۰/
” حصہ اول دوئم مکمل	۲/	دین الحق مجلد	۱۰/
” حصہ اول سوئم اردو	۱/	دافع البلاء	۱/
قاعدہ نوابی (اردو)	۱/	دینیات کا پہلا رسالہ مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ	۱/
قرآن شریف عمدہ خوشخط	عہ ۶/		
پارہ اول بطرز قاعدہ یسرنا القرآن	۱/	خلافت راشدہ حصہ دوئم	۱/
” ” دویم	۱/	برکات الدعاء	۲/
” ” سویم	۱/	رسالہ اسلام (انگریزی میں)	۱/
پارہ عم مترجم	۳/	رسالہ ڈوئی (انگریزی میں)	۱/
پارہ اول مترجم ترجمہ حضرت خلیفہ اوّلؓ	۳/	اربعین	۲/
سوانح عمری حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ	عہ ۴/	الحق لدھیانہ	۶/
سرمہ چشم آریہ	۱۲/	الحق دہلی	۸/
جنگ مقدس	۶/	اوامر و نواہی	۹/

(باقی دیکھو صفحہ ۲۷۸ رسالہ ہذا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ توبہ

ازروئے قرآن کریم

(ترجمہ مضمون مولوی ابو الفتح محمد عبد القادر صاحب - ایم - اے پروفیسر راونشا کالج کٹک)

کچھ عرصہ ہُوا - مجھے ایک دوست ملے جن سے کسی مذہبی مضمون پر گفتگو کرنے کا موقعہ ہُوا - وہ دوست خود تو مسیحی نہ تھے مگر مسیحیت کے بڑے حامی اور مدّاح تھے - یہاں تک کہ اس کے خلاف ہر قسم کے اعتراض کا جواب دینے کے لیئے تیار تھے - بڑی خوبی کی بات جو انکے نزدیک صرف مسیحی مذہب کی خاص خوبی تھی اور جسکی وجہ سے وہ اس مذہب کے دلدادہ معلوم ہوتے تھے وہ مسئلہ توبہ تھا جس پر انکے خیال میں صرف مسیحی مذہب نے زور دیا ہے - یا دنیا کے باقی تمام مذاہب کی نسبت زیادہ زور دیا ہے - مَیں انکے اس خیال سے بڑا متحیر ہُوا - اس وجہ سے نہیں کہ یہ انکا نیا اور انوکھا خیال تھا بلکہ اس سبب سے کہ کس طرح سے دو بالکل متضاد مسئلوں یعنی توبہ اور مسیحی کفارۂ گناہ کو یکجا جمع کرنے سے ایک بھاری غلطی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

وہ مذہب جس میں انسان کو از روز اول گنہگار اور سزا کے قابل قرار دیا گیا ہے - اور جسمیں بتایا گیا ہے کہ انسان کو گناہ ورثہ میں ملا - وہ مذہب کس طرح دنیا کو "توبہ" کا نہایت امید افزا پیغام دے سکتا ہے - جب انسان ازل سے گنہگار ہے تو پھر انکے نزدیک "توبہ" کے آخر کیا معنے ہو سکتے ہیں -

مذہبی احکام کی بجا آوری میں انسان سے کمزوری اور بداعمالی سرزد ہوتی ہے جسکی وجہ

سے انسان کے اندر ایک غم اور ندامت محسوس ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھکر ایک دُکھ دینے والی تکلیف محسوس ہوتی ہے جو اسکو اندر ہی اندر کھاتی رہتی ہے اس کا نام توبہ ہے۔ لیکن ہمیں ان گناہوں کی وجہ سے کیا افسوس اور شرم آسکتی ہے جو ہم سے سرزد نہیں ہوئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گناہ کرے کوئی اور۔ اور اسکا نتیجہ ہم اُٹھائیں۔

کیا ایسا کہیں ہُوا ہے کہ کسی بڑی سے بڑی عدالت کے کسی جج کو مجرمین کے جرائم کیوجہ سے جنکی وہ تفتیش کرتا ہے۔ ایسی ندامت یا دلی افسوس ہُوا ہو جیسا کہ اپنے گناہوں پر ہوتا ہے۔ اسکو زیادہ وضاحت سے بیان کرنے کے لیئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کیا کبھی کسی فاضل جج نے مجرموں کے جرائم کی سزا بجائے ملزم کو دینے کے اپنے اوپر لے لی ہے۔ اگر ایسا ہو تو ایک نہایت مایوسانہ معاملہ ہو گا۔ اس صورت میں تو ہمارے فاضل ججوں کو نہ صرف بہت ساری تکلیف اور دُکھ اُٹھانا پڑیگا۔ بلکہ انکو مجرموں کے بدلے سینکڑوں دفعہ موت اختیار کرنی پڑیگی۔ اور پھر بھی یہ کافی نہیں ہو گی۔ اس سوال پر مزید غور کرنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان ایک خود بخود چلنے والی مشین کی طرح ہے جیسا کہ عیسائی لوگوں کا اعتقاد ہے۔ تو اسکے اعمال اور خیالات کو سمجھنے کے لیئے ان قوائے دماغی کے قوانین کو لینا چاہیئے جنکے ماتحت یہ سلسلہ کام کرتا ہے۔ تو پھر کیوں اسکو ان افعال اور اعمال کی وجہ سے افسوس کرنا چاہیئے جو اسکے اختیار سے باہر ہیں۔ ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ اگر یسوع مسیح واقعی طور پر لوگوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کے لیئے صلیب دیئے گئے جیسا کہ ایونجلسٹ فرقہ کے عیسائی اعتقاد رکھتے ہیں اور لوگوں کو وعظ کرتے ہیں۔ تو مجھے اپنے گناہوں کی پاداش کا کیوں غم کرنا چاہیئے........

.....اس صورت میں تو توبہ کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔ مزید براں یہ کُھلی آزادی تو لوگوں کیلیئے نہایت ہی شرمناک اور گندی بداعمالیوں کا مرتکب ہونے کے لیئے ایک راستہ کھولدیتی ہے۔ انکی دلیری خصوصیت سے بہت بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ مذہب بھی انکی تائید میں ہے۔ اس خیال کی روشنی سے زمانہ وسطی اور موجودہ زمانہ کی تاریخ کے بہت سارے دلخراش واقعات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً مختلف فرقوں کے عیسائی طرح طرح کے عذاب اور اذیتیں غیر عیسائی لوگوں کو نہایت بے رحمی اور بے دردی سے پہنچاتے تھے پھر جزیرہ نما

بلقان میں عیسائی لوگوں نے یسوع مسیح کے نام سے ایسے ایسے افعال شنیعہ اور اعمال رذیلہ کیئے اور اس طرح غیر عیسائی اقوام کو بے دریغ تہ تیغ کیا کہ ان واقعات کا خیال کرنے سے بھی بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان سب اذیتوں اور عقوبتوں کا سبب نہایت عیاں ہے۔ یہ لوگ سارے کے سارے نہایت پکے اور جوشیلے عیسائی ہیں۔ وہ اپنی مقدس کتابوں پر نہایت مضبوطی سے یقین رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ اپنے آپ کو عیسائی نقطہ خیال سے گناہوں سے بالکل پاک خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ مسیح اُنکی طرف سے کفارہ ہو چکا تو انکو کسی خاص قسم کے فعل سے کب پرہیز ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جب اُنکا ایمان ہے کہ اگر اُن سے گناہ سرزد بھی ہو تو وہ حضرت مسیحؑ کے خون سے آسانی سے دھویا جاتا ہے۔

عیسائی فلاسفروں اور پادریوں ہر دو نے اس جگہ غلطی کھائی ہے۔ یعنی پادری لوگ تو اپنے آپکو نجات یافتہ سمجھتے ہیں مگر فلاسفر لوگ حد درجہ کے ناامید ہیں۔ لیکن اسکے برخلاف اسلام نہ ہی گناہ کے لیئے انسان میں جرأت پیدا کرتا ہے اور نہ ہی ہمیں بالکل مایوس ہونے دیتا ہے۔ قرآن کریم انسان کو اپنے خالق مالک کے سامنے کھڑا کر دیتا ہے۔ اور انسان کو خود اپنے اعمال کا ذمہ وار ٹھہراتا ہے۔ ہر ایک شخص خود خدائے تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کریگا۔ نہ کہ کوئی اور شخص اُسکی طرف سے۔ عیسائیوں کے خیال کے مطابق اسلام اس بات کا قائل نہیں کہ گناہ کا داغ انسان پر روز ازل سے ہے اور نہ ہی فلاسفروں کی طرح اسلام یہ سکھاتا ہے کہ گناہ کا داغ کبھی انسان سے دُور نہیں ہو سکتا۔ اسلامی اصول کے مطابق انسان اپنے اندر اخلاقی تبدیلی اعلیٰ درجہ کی پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ سب اسکے امکان کے اندر ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا۔ قرآن کریم نے اس کو صفائی سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتا ہے

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة۔ (جمعہ) یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اہل مکہ میں ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ انکو اللہ تعالیٰ کے نشانات سناتا۔ انکا تزکیہ نفس کرتا۔ اور انکو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

ایک مجرم اور گنہگار جس کے لیئے اناجیل کے رو سے آسمان کا دروازہ بند ہے آسانی سے الٰہی سلطنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ گناہ گاری کی حالت سے نہایت پاک اور اعلیٰ مقام پر پہنچنے کے دشوار گذار راستہ پر سچی توبہ اور دلی افسوس کے ذریعے ایک پل بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ انسان کی طرف سے اپنی روحانی تبدیلی کے لیئے کامل درجہ کی کوشش ہونی چاہیئے۔ اسلام کی تمام لاثانی تاریخ کی ورق گردانی کر لو۔ کہیں یہ نہیں پاؤگے کہ اسلام نے مسیحیت کی طرح کوئی ایسی منڈی قائم کی ہو جہاں کہ گناہوں کے بدلے خواہ وہ کیسے ہی خطرناک ہوں معمولی قیمت ادا کرنے سے معافی حاصل کر لیجاوے۔ اسلام نے کہیں برہمنوں کے طرزِ عمل کو بھی اختیار نہیں کیا جو انسانی گناہوں کی معافی براہِ راست خدائے تعالیٰ سے نہیں طلب کرتے بلکہ اسکے ایجنٹوں اور دربانوں سے کرتے ہیں۔ اسلام ایسی خوبی کا مذہب ہے جس میں آسمانی دروازے ہر انسان کیلیئے کھلے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہو۔ یا عربی نسل کا ہو آریہ ورت کا باشندہ ہو یا چین کا رہنےوالا ہو جیساکہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم (زمر-۶) اے میرے نبی صلعم میرے بندوں کو کہدو جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ کہ وہ خدائے تعالیٰ کے رحم سے ناامید نہ ہو جاویں اللّٰہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دیگا۔ وہی غفور رحیم ہے۔ مگر ہم کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ گناہوں کی معافی خود بخود بغیر ہماری طرف سے کسی کوشش کے ہو جائیگی۔ بلکہ یہ معافی تو تمام اخلاقی ترقی کو کھینچ لائیگی اور نیک و بد کی تمیز کرنے کا راستہ کھولدیگی اس میں شک نہیں کہ وہ الفاظ جس سے گناہوں پر ندامت اور افسوس کا اظہار ہوتا ہے اسلام میں ایک حد تک روحانی رنگ رکھتے ہیں۔ مگر اسلامی نقطہ خیال سے ایسے الفاظ بالکل بے سود اور غیر مفید ہوتے ہیں جب تک انکو عملی جامہ پہنا کر انکی صداقت ثابت نہ کیجاوے۔ پس اسلام میں گناہوں سے معافی اور انکے بدنتائج سے بچنے کے لیئے ہمیں دو باتیں کرنے کا حکم ہے۔ جن کے بغیر انسان اللّٰہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کو اپنی طرف کھینچ نہیں سکتا۔ پہلا مرحلہ استغفار کا ہے یہ لفظ غفر سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھانپنے کے ہیں۔ اسی لیئے مغفر اس خود کا نام

ہے جو سر کو ڈھانپنے کیلئے لڑائی میں کام آتا ہے۔

ہر بدی کے ارتکاب سے یعنی گناہ کرنے سے انسان ننگا ہو جاتا ہے اور اس کو شرم محسوس ہوتی ہے۔ اور ساتھ ہی اسکے بد نتائج بھی بھگتنے پڑتے ہیں۔ پس انسان کو ہر گناہ کے بعد دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو استغفار سے پوری ہوتی ہے۔ اول غلطیوں کے ڈھانپے جانے کی۔ دوم اسکے بد نتائج سے حفاظت کی۔ مگر حفاظت اور پناہ انسان کو چاہیئے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے مانگے کیونکہ اسکے سوا کوئی ہمیں حقیقی پناہ نہیں دے سکتا۔

یہانتک تو ہم نے بیان کیا ہے کہ انسان کی روح پر کیا حالت طاری ہوتی ہے کس طرح سے اسکی روح پر گناہ کی وجہ سے ایک جانکاہ صدمہ ہوتا ہے اور وہ کس طرح اپنے غم کا اظہار اور گناہ کا اقرار کرتا۔ لیکن انسان کو چاہیئے کہ اپنے تئیں اس سے زیادہ اونچے درجہ پر کھڑا کرے۔ اور اس زندگی کی تلاش کرے جو اب اس کے اندر گناہ کی وجہ سے معدوم ہو گئی ہے کیونکہ گناہ ہماری اندرونی صحت کے لیئے مہلک زہر کا کام کرتا ہے۔

غور کرو رات کے وقت راستہ بھولے ہوئے مسافر کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لیئے ضروری ہے کہ پہلے غلط راستہ سے واپس ہو کر اس جگہ پہنچے جہاں کہ اصلی راستہ شروع ہوا تھا۔ اور پھر اپنے سفر کو جاری کرے۔ بیماری کے وقت جسمانی صحت کو قائم رکھنے کے لیئے بھی ایسی ہی طرز پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ جب تک ہمارے اندرونی نظام میں زہر اور بیماری کا بیج اپنا خطرناک اثر کرتے رہتے ہیں کوئی چیز خواہ وہ کتنی ہی مقوی اور اعلیٰ درجہ کی مفرح کیوں نہ ہو بیمار کی اصلی حالت کو دوبارہ بحال نہیں کر سکتی۔ اسی ہی اصل پر روحانی شفا حاصل کرنے کے لیئے اسلامی مسئلہ توبہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ تائب روح کو پہلے ہر قسم کے برے خیالات ترک کرنے چاہئیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے تاکہ اس سے صلح کرے۔ قرآن کریم نے انہی دو درجوں کی طرف پوری صفائی اور تفصیل سے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے **استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ** پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کے بد نتائج سے بچنے کے لیئے خدا کی حفاظت چاہو۔ اور پھر اسکی طرف جھک جاؤ۔ (سورۃ ہود)

اس آیت میں لفظ ثم کا مفہوم آسانی سے وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جو عربی زبان سے

واقف ہیں۔ یہ دوسرے درجہ کو بیان کرنے کے لیئے ہوتا ہے قرآن کریم کی اصطلاح میں روحانی شفا کو توبہ کے لفظ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسکے لفظی معنے رجوع کرنے اور واپس آنیکے ہیں۔ اس جگہ گناہ کرنیوالا انسان اس شخص سے تشبیہ دیا گیا ہے جو اس راستہ پر قدم مارتا ہے جو خدا سے الگ دُور پرے لے جاتا ہے اور اس طرح سے انسان اور خدا کے درمیان ایک بڑی خلیج پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اِسکو گناہ کے دریا سے عبور کرکے واپس اطاعت، کے کنارے پر پُہنچنا چاہیئے۔ یہ سب کام انسانی جہد سے ہوتا ہے۔ دوسرے مرحلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ روح سکون اور بے خبری کی حالت میں نہیں ہوتی بلکہ گناہ کی وجہ سے افسوس۔ غم۔ گریہ و بکا اور شرم و ندامت اُسپر طاری ہوتے ہیں۔ اگر واقعی طور سے ہم انکو محسوس کریں تو یہ ہم کو حقیقی نیکی کیطرف رہنمائی کرتے اور اعمال صالحہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے الا من تاب و اٰمن وعمل عملاً صالحًا فاولئک یبدل اللہ سیّاٰتھم حسنات۔ وکان اللہ غفورً رحیمًا۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور اسپر ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں انکی بد اعمالیاں نیک کاموں میں بدل دیجاوینگی۔ (الفرقان)

اس جگہ آخری فقرہ یعنی انکی برائیاں نیک کاموں سے بدل دیجاوینگی۔ بڑا معنی خیز ہے اسکی تشریح آسانی سے ان قوانین کے ذریعہ ہو سکتی ہے جو دنیا میں انسانی بہبودی کے نظام کو قائم رکھتے ہیں۔ اگر بیمار جو دُکھ دینے والی بیماری کے تکلیف وہ بستر پر اِدھر اُدھر سر مارتے ہوئے ڈاکٹر کی دوائی کھا کر اور اسکے مشورہ سے مستفید ہو کر اور اسپر باقاعدہ عمل کرکے دوبارہ صحت حاصل کر سکتا ہے اگر ایک جاہل انسان اپنے اُستاد کی زیرنگرانی کتابوں کا صبر و استقلال کے ساتھ مطالعہ کرنے سے عالم بن سکتا ہے۔ اگر ایک غریب محتاج فقیر کفایت شعاری اور لگاتار محنت سے اپنے ملک میں امیر کبیر بن سکتا ہے تو کیا ایک ایسے شخص کے لیئے جو کسی وقت شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہو گیا ہو ناممکن ہے کہ وہ اللہ کا پیارا ہو جاوے؟ اسلام کسی فرد بشر کے لیئے آسمانی دروازے بند نہیں کرتا۔ عیسائیوں کے خیال کے مطابق صرف پطرس کے ہاتھ میں بہشت کی چابیاں نہیں۔ بلکہ قرآنی تعلیم کے مطابق

بہشت کے دروازے سب انسانوں کے لیئے کھلے ہیں۔ یہ رجوع یا بالفاظ دیگر عمل صالح کا بجالانا جو گناہ کرنیوالے کیلیئے لازمی ہے عمل عملاً صالحا میں بتایا گیا ہے۔

جو کچھ اوپر بیان ہو چکا محض ایک خیالی بات نہیں ہے بلکہ یہ سب قوانین ہیں جو اسوقت تک کام کر رہے ہیں اور ہماری روحانی حالت کا انتظام قائم رکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ عملی رنگ میں ایسا ہی صحیح ہے جیسا کہ کوئی سائینس یا فلسفہ کا مسئلہ صحیح ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو اسکی سچائی اور اس کی حقیقت سے آگاہی نہیں اسکی نسبت شک کرتے ہیں۔ اگر وہ قرآن کی تعلیم کے مطابق استغفار اور توبہ کے اس اسلامی اصول پر کاربند ہوں۔ تو وہ ضرور اسکا معجزنما نتیجہ دیکھیں گے۔ انکو پتہ لگ جاویگا۔ کہ انکی اپنی حالت میں ایک خاص تبدیلی ہو گئی ہے۔ جیسا کہ عرب کے بُت پرستوں میں اس اسلامی تعلیم نے خاص اثر دکھایا تھا۔ ہر شخص جو تاریخ سے نابلد نہیں ہے خوب سمجھ سکتا ہے کہ انکی اخلاقی حالت کیسی حد درجہ کی گری ہوئی تھی۔ وہ نہ ہی انسان کی پرواہ کرتے تھے اور نہ خدا کی۔ اپنے ہی ملک میں آٹھ دن لڑائیوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ وہ بہت ہی مکروہ اور رذیلانہ کام کرتے تھے۔ انکی حالت سخت گرگئی تھی وہ فسق و فجور میں اور بد اخلاقی میں نہایت ہی وحشیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر غور کرو اس حالت سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنے گناہوں سے تائب ہو کر استغفار اور توبہ پر پورے طور سے عمل کرکے اپنے اندر کیا ہی کمال کی تبدیلی پیدا کر لی۔

ہر مسلمان کے لیئے لازمی ہے کہ خدائے تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کبھی نہ ہو۔ کیونکہ صرف کافر لوگ اسکی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔ پس ہم اُن سب اشخاص کی خدمت میں التماس کرتے ہیں جو مالک حقیقی کے دروازے سے پھر گئے ہیں۔ کہ اسی کی مدد اور حفاظت چاہیں اور اسکی طرف جھکیں وہ انکو بڑی فراخدلی سے اپنی طرف کھینچ لیگا۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ صرف مومنوں کا ولی ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ٭ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہِ نومیدی نیست ٭ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

کیا بائیبل محفوظ عن الخطاء ہے؟

مغربی ممالک میں تو بائیبل کی حقیقت خوب کھل چکی ہے۔ ہندوستان کے لوگ عموماً مغربی علماء کی تحقیقات سے بے خبر تھے لیکن حق کب تک مخفی رہ سکتا ہے۔ آخر مغربی محققین کے انکشافات کی شعائیں مشرق تک پہنچ گئیں۔ اور مشرقی لوگ بھی بائیبل کے متعلق اصل حقیقت سے آگاہ ہونے لگ گئے ہیں چنانچہ رسالہ ماڈرن ریویو کلکتہ کے تازہ پرچہ میں ایک قابل قدر مضمون بائیبل کے بارہ میں شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

رسالہ ماڈرن ریویو کا فاضل ایڈیٹر لکھتا ہے:۔

بائیبل کا محفوظ از خطا ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اسکے بے شمار مقامات ثابت شدہ علمی تحقیقات کے بالکل مخالف ہیں۔ اسکے کئی حصے افسانہ کی قسم کے ہیں۔ اسکے تمام بیان کردہ واقعات کو صحیح تاریخی واقعات نہیں کہا جا سکتا۔ اور اس میں بعض ایسی تعلیمیں ہیں جو بلاواسطہ یا بالواسطہ ہماری اخلاقی حس کو صدمہ پہنچاتی ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں کہ بائیبل کا بڑا حصہ علمی اور تاریخی پہلو سے صحیح اور اخلاقی پہلو سے اعلیٰ پایہ کا ہے۔ ایک ایسی کتاب یا کتابوں کا مجموعہ جسکی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بذریعہ الہام نازل ہوئی غلطیوں سے بالکل پاک ہونی چاہیئے۔ اور کسی ذرا سی بات میں بھی اُس میں کوئی نقص نہیں ہونا چاہیئے۔

مسیحیت کی تاریخ میں یہ ہم ایک عجیب بات دیکھتے ہیں کہ جوں جوں علوم وفنون میں ترقی ہوتی گئی اور انسان کے خیالات میں تغیر ہوتا گیا۔ اُس کے مقابل مسیحیوں کی ہمیشہ یہ سعی رہی کہ وہ بائیبل کے ایسے معنے گھڑ لیں جو علوم جدیدہ کے موافق ہوں۔

ریورنڈ جے ٹی سنڈرلینڈ لکھتے ہیں:۔

"قریباً ہر ایک علمی مسئلہ جو پیدا ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی امر میں مسیحیوں کے مذہبی خیالات کے مخالف ہوتا ہے۔ لیکن مسیحی علماء ہمیشہ ہوشیار رہتے ہیں۔ اور نئے علمی حملہ آور کے ساتھ

جنگ کرنے کے لیئے تیار ہوجاتے ہیں۔ بائیبل کی حمایت کے لیئے تمام بزرگ جمع ہوجاتے ہیں۔ لڑائی بڑی سختی کے ساتھ شروع ہوجاتی ہے۔ اور اسمیں کسی قسم کی کمی نظر نہیں آتی یہانتک کہ لوگوں پر یہ امر کھلنا شروع ہوجاتا ہے کہ علمی طرف کا پلڑا بھاری ہو رہا ہے۔ تب یکایک مسیحی بزرگ اپنا پہلو بدل لیتے ہیں اور یہ کہنا شروع کردیتے ہیں کہ یہ نئی علمی تحقیقات مسیحیت کیلیئے ہرگز مضر نہیں کیونکہ درحقیقت سائینس کے اِس جدید انکشاف اور بائیبل میں کسی قسم کا تضاد اور اختلاف نہیں۔ اور پہلے جو اختلاف سمجھا گیا تھا وہ صرف بائیبل کے غلط معنے سمجھنے سے پیدا ہُوا تھا۔ لیکن اصل امر یہ ہے کہ یہ علمی مسئلہ خود بائیبل کے اندر موجود ہے۔

جیمس ٹی بکسبی اسی ظریفانہ لہجہ میں لکھتا ہے "جیسا کہ گذشتہ زمانہ میں ہر ایک نسل اپنے زمانہ کے مقبول عام مسائل کی تائید میں بائیبل کی عبارتیں پیش کرتی رہی۔ چنانچہ ٹرٹولین کے زمانہ میں رُوح کا مادّی ہونا اور آگسٹن کے وقت میں زمین کا چپٹا ہونا بائیبل کے حوالجات سے ثابت کیا جاتا تھا اسی طرح اس زمانہ میں، بائیبل کے مفسّر ہر ایک نئی بات کے لیئے جو سائینس دان پیدا کرتے ہیں اور ہر ایک نئے خیال کے لیئے جو کسی کو سوجھتا ہے بڑی مستعدی کے ساتھ بائیبل سے تائید پیش کردیتے ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ مخلوقات کا خود بخود پیدا ہوجانا بائیبل کی کتاب پیدائیش میں مذکور ہے۔ مسئلہ ارتقا کی (جسکے رو سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بندر ترقی کرتے کرتے انسان بنگئے) سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خبر دی۔ اور ڈارونؔ اور حضرت ایوب علیہ السلام اس مسئلہ میں بالکل ہم خیال تھے"۔

بائیبل میں کئی ایسے واقعات مذکور ہیں کہ اگر اس قسم کے قصّے کسی اور کتاب میں پائے جائیں تو مسیحی صاحبان جھٹ کہدیتے ہیں کہ یہ نہائت لغو قصّے ہیں اور کسی طرح بھی انکو صحیح تسلیم نہیں کیا جاسکتا لیکن جب ایسے ہی بیہودہ قصّے بائیبل میں پائے جاتے ہیں تو پھر وہی قصّے انکو صحیح اور معقول معلوم ہونے لگ جاتے ہیں اور اُنکی لغویت اُنکی آنکھوں سے مخفی ہوجاتی ہے۔

بائیبل کے جو واقعات اور بیانات تاریخی طور پر غلط ہیں اُنہیں سے صرف ایک بیان بطور نمونہ کے ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔ لوقا کی انجیل باب ۲ میں لکھا ہے "ان دنوں میں یوں ہُوا کہ قیصر

ؔ ڈارون ہی اس لغو خیال کا موجد ہے کہ انسان دراصل بندر تھا جس نے ترقی کرتے کرتے موجودہ شکل اختیار کی۔ ایڈیٹر

اگوسطوس کی طرف سے حکم نکلا کہ تمام دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جاویں۔ اور یہ پہلی اسم نویسی تھی جو سوریہ کے حاکم قرینیوس کے وقت میں ہوئی تب ہر ایک اپنے اپنے شہر کو نام لکھانے چلا۔ اور یوسف بھی جلیل کے شہر ناصرت سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت لحم کہلاتا ہے گیا۔ اسلیئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھا ے۔ اور ایسا ہوا کہ جب وے وہاں تھے اُسکے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پلوٹھا بیٹا جنی" اب اس بیان میں کئی تاریخی غلطیاں ہیں۔ رومی سلطنت کی تاریخوں میں کہیں بھی اس امر کا ذکر نہیں کہ تمام دنیا کی مردم شماری کا کبھی حکم جاری کیا گیا تھا۔ اگر تمام دنیا سے مراد صرف رومی سلطنت لیجائے تب بھی اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ تمام رومی سلطنت کی مردم شماری کا حکم جاری کیا گیا تھا۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ صرف فلسطین میں قرینیوس کے حکم سے مردم شماری کی گئی تھی مگر یہ مردم شماری صرف یہودیہ اور سامریہ کے علاقوں تک محدود تھی جلیل کا علاقہ اس میں شامل نہیں تھا۔ اسلیئے یوسف کے خاندان پر جو ناصرت واقع جلیل میں آباد تھا اس حکم کا کوئی اثر نہ تھا۔ تیسری غلطی یہ ہے کہ یہ مردم شماری نہیں ہوئی جبتک کہ ہیرودیس کی موت پر دس سال گذر نہیں گئے حالانکہ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ ہیرودیس کے عہد حکومت میں وقوع میں آیا۔ لوقا کے اس بیان میں چوتھی غلطی یہ ہے کہ مسیح کی پیدائش کے وقت قرینیوس سوریا کا حاکم نہ تھا۔ بلکہ اُسوقت سوریا کا حاکم کوانٹس سینی ٹس سٹیرنی نس تھا۔

تمام قدیمی قوموں کی تاریخ پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو جوں جوں ہم پیچھے کی طرف جاتے ہیں صحیح اور اصلی واقعات کی بجائے افسانے اور توہمات کا طومار نظر آتا ہے۔ یہی حال یونان اور روما کی قدیمی تاریخ کا ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو عبرانی قوم کی قدیمی تاریخ کا بھی جو بائیبل میں درج ہے وہی حال ہے جو یونان اور روما کی قدیم تاریخ کا حال ہے۔ کیونن لکھتا ہے:۔

"یہ بالکل صاف بات ہے کہ بنی اسرائیل کے قدیمی حالات کا جو بیان عہد عتیق میں لکھا ہوا موجود ہے وہ بالکل اُسی قسم کا ہے جیسا کہ وہ حالات جو دوسری قوموں نے اپنے قدیمی زمانہ کے متعلق ہم تک پہنچائے ہیں یعنی اس میں بڑا حصہ بے بنیاد افسانوں کا پایا جاتا ہے۔ ہر ایک قوم میں بزرگوں کے حالات زبانی طور پر نسلاً بعد نسلٍ بیان ہوتے چلے آئے اور ان زبانی بیانات میں بہت سی غلط اور

مبالغہ آمیز باتیں داخل ہوتی گئیں جس کا آخری نتیجہ یہ ہُوا کہ اصل واقعات قریباً مفقود ہوگئے اور اُنکی جگہ خیالی باتیں مشہور ہوگئیں اور جیسا دوسری قوموں کی صورت میں غلط قصے اور کہانیاں لوگوں میں رائج ہوگئیں ایسا ہی اسرائیلی قوم کی صورت میں ہُوا"

عہد عتیق کے تاریخی حصے میں بے شک بہت سی ایسی باتیں بھی ہیں جو قابل اعتبار اور درست ہیں لیکن ساتھ ہی اسکے یہ امر بھی درست ہے کہ تاریخ کے نام سے بہت سی باتیں اس میں ایسی بھی بیان کی گئی ہیں جو صرف قصے کہانیاں اور افسانے ہیں۔ اور بسا اوقات واقعات کے بیان کرنے میں بھی ان کتابوں نے غلطی کھائی ہے۔ اور اس لیئے اس بات کے دیکھنے کے لیئے کہ ان کتابوں میں کون کونسی بات درست ہے اور کون کونسی غلط ہیں جانچ پڑتال کا وہی طریق اختیار کرنا پڑتا ہے جو دوسری کتابوں کے متعلق کرنا پڑتا ہے۔

اور جیسا عہد عتیق میں بے بنیاد قصوں کا ایک عنصر پایا جاتا ہے ایسا ہی نئے عہدنامہ کی کتابوں یعنی اناجیل وغیرہ میں بھی غلط روایات اور بے سروپا قصہ جات کا ایک بڑا حصہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً اناجیل میں جو معجزات کے قصے لکھے ہیں اُنمیں کئی ایسے قصے ہیں جنکے بناوٹی ہونے میں ذرا بھی شک نہیں ہو سکتا۔ مثلاً وہ عجائبات جنکا ظہور حضرت مسیحؑ کی پیدائش کے وقت بیان کیا گیا ہے وہ بھی ایسے ہی فرضی قصے ہیں جیسا کہ وہ کہانیاں جو دنیا کے اور بڑے بڑے آدمیوں کی پیدائش کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ بلکہ جو کہانیاں اناجیل میں مسیحؑ کی پیدائش کے متعلق بیان کیگئی ہیں وہ ہُو بہُو ایسی ہی ہیں جیسی گوتم بدھ کی پیدائش کے متعلق بدھ مذہب کی کتابوں میں لکھی ہوئی پائی جاتی ہیں۔

جن علمی غلطیوں کا اناجیل میں ارتکاب کیا گیا ہے اُنمیں سے چند ایک بطور نمونہ پیش کیجاتی ہیں۔ کتاب احبار میں بنی اسرائیل کو خرگوش کا گوشت کھانے سے روکا گیا ہے اور اُسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ جگالی کرتا ہے لیکن اسکے سُم پھٹے ہوئے نہیں ہیں۔ یہاں کتاب احبار کے مصنف نے ایک علمی امر میں غلطی کھائی ہے۔ خرگوش جگالی کرنیوالے جانوروں میں شامل نہیں۔ لیکن کتاب احبار میں جو الہامی کتاب بیان کیجاتی ہے لکھا ہے کہ وہ جگالی کرتا ہے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ یوشع بن نون کے حکم سے سورج ایک جگہ پر کھڑا ہوگیا اور حرکت کرنے سے رُک گیا۔ ڈین سٹینلے

لکھتا ہے " بائیبل کے پڑھنے والے اس بات کو اب خوب جانتے ہیں کہ کتاب پیدائش کے پہلے دو بابوں میں پیدائش عالم کے متعلق دو علیحدہ علیحدہ کیفیتیں بیان کی گئی ہیں اور ہر ایک کیفیت دوسری کیفیت سے بالکل مختلف ہے "

بائیبل میں صریح طور پر مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ مثلاً بنی اسرائیل کی تعداد بتانے میں جو مصر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکلے تھے سخت مبالغہ سے کام لیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ جن لوگوں نے مصر کو چھوڑا انہیں ۶ لاکھ مرد تھا۔ اگر مردوں کی اس تعداد کو ملحوظ رکھکر عورتوں اور بچوں کو بھی شامل کر لیا جاوے تو کل تعداد ۲۰ اور ۳۰ لاکھ کے درمیان منتج ہے۔ اب خیال کرو کہ اسقدر تعداد انسانوں کی بحیرہ قلزم کو عبور کرتی ہے۔ کوچ کرتی ہے۔ ڈیرے لگاتی ہے۔ خیموں میں رہتی ہے۔ بیابان میں بھرتی اور چالیس سال تک ایک جماعت بنکر رہتی ہے۔ اسقدر مردوں۔ عورتوں۔ بچوں کے لیئے رسد کس طرح بہم پہنچائی جاتی تھی۔ اس جم غفیر کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ہی رات میں سفر کیلیئے تیار ہو گئے اور ایک ہی رات میں وہ بحیرہ قلزم سے پار ہو گئے۔ مگر یہ دونوں واقعات اس قسم کے ہیں کہ اسقدر تعداد کے لیئے ایک رات میں انکا وقوع میں آنا ناممکن ہے۔ ۱۸۱۲ء میں جب نپولین نے دریائے نیمن کو عبور کیا تو اسکے ساتھ ۲ لاکھ تیس ہزار آدمی تھے۔ عبور کرنے کے لیئے ۳ پل تھے۔ انتظام فوجی باقاعدہ تھا۔ سپاہیوں کی قطاریں بہت گنجان تھیں۔ پھر بھی انکو اس چھوٹے سے دریا سے تین پلوں کے ذریعہ پار ہونے میں تین دن اور تین راتیں لگ گئیں۔ مگر نپولین کی فوج اسرائیلی مردوں کے مقابل میں نصف سے بھی کم تھی اور تمام جماعت بنی اسرائیل کے مقابل میں ۱/۱۰ کے برابر تھی۔ اور انکے ریوڑ گلّے اسکے علاوہ تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر سے نکلنے والے بنی اسرائیل کی تعداد اسقدر زیادہ بتائی گئی ہے جو ماننے میں بھی نہیں آسکتی۔ اور مبالغہ کی صرف یہ ایک ہی...... مثال نہیں۔ ایسی مثالیں بائیبل کے تمام پرانے...... حصوں میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

بائیبل میں خدائے تعالیٰ کی نسبت بھی بچوں والے خیالات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً خروج باب ۳۰ ورس ۳۴-۳۸ میں ہم پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک قسم کی خوشبو بنانے کیلیئے جو خاص خداوند کے لیئے بنائی جاتی تھی بہت باریک تفصیلات کے ساتھ ہدایات دیتا ہے اور فرماتا ہے

کہ اس خوشبو کو جماعت کے خیمہ میں رکھا جاوے جہاں خداوند موسیٰ سے ملاقات کرنے کے لیئے آئیگا اور اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ "بخور جسے تو بنائے گا تو چاہیئے کہ اُسی کے طور پر تم اپنے لیئے نہ بناؤ اسلیئے کہ یہ تمھارے نزدیک خداوند کے لیئے مقدس ہوگا۔ جو انسان کہ ایسا بناویگا تاکہ اُسے سونگھے تو وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا"۔ اُس بخور کی ترکیب جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلائی یہ تھی۔ "تو اپنے لیئے خوشبوئیاں یعنی مُر اور مصطگی اور لون اور خالص لبان سے لیجیو اور چاہیئے کہ یہ سب برابر ہوں۔ اور تو اُنکو بخور خوشبو گندھی کی کاریگری سے پاک اور مقدس بنا۔ اور اُن میں سے کچھ کوٹ تاکہ باریک ہو"۔

ایک انسان یہ دیکھکر تعجب کرتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اس امر کے متعلق ہدایات جاری کرے کہ فلاں قسم کی خوشبو میرے لیئے تیار کیجاوے اور کوئی اور شخص ایسی خوشبو استعمال نہ کرے ورنہ ہلاک کیا جاویگا۔

پُرانے عہدنامہ کے اُن حصّوں میں جنمیں عبرانی قوم کے قدیمی خیالات کا نقشہ کھینچا گیا ہے خدائے تعالےٰ کو اس رنگ میں پیش کیا گیا ہے کہ وہ پاؤں کے ساتھ چلتا ہے اور انسان کی شکل رکھتا ہے اور آسمان سے یہ دیکھنے کے لیئے اُترتا ہے کہ انسان کیا کام کر رہے ہیں۔ ایک بزرگ کے ساتھ کُشتی کرتا ہے اور ایک دوسرے بزرگ کے ساتھ مل کر بچھڑے کا گوشت اور روٹی کھاتا ہے۔ دوسرے معبودوں کے جادو کا مقابلہ کرتا ہے اور کچھ عرصہ تک اُسکا مقابلہ بے سود ثابت ہوتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ ایسا بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ پچھتاتا ہے۔ دھوکہ دیتا ہے۔ خطرناک بے رحمی کے کاموں کا حکم دیتا ہے اور انسان کے قریباً ہر ایک نقص اور ہر ایک جذبہ کا اظہار کرتا ہے۔ فریب کی اجازت دیتا ہے۔ بائیبل میں علاوہ عام قربانی کے۔ انسانی قربانی کا نشان بھی پایا جاتا ہے۔ یفتا کی بیٹی خداوند کے لیئے قربان کی گئی۔ کیونن کہتا ہے "یہوواہ کی عبادت میں انسانی قربانی کا رواج پایا جاتا ہے۔ جب میکاہ نبی ایک ہمعصر کو جو یہوواہ کا پرستار تھا اس طرح یہ کلام کرتا ہوا پیش کرتا ہے۔ "کیا میں اپنے ظلم کے بدلے اپنا اکلوتا دوں۔ اپنی روح کے گناہ کے بدلے اپنے بدن کا پھل"؟ تو اس سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں ایسی قربانی بالکل غیر معقول نہیں سمجھی جاتی تھی۔

کوئی سمجھدار اور دیانتدار آدمی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ پرانے عہدنامہ کے بعض حصوں میں غلامی۔ کثرت ازدواجی۔ انتقام۔ دھوکہ۔ جادوگر عورتوں کو قتل کرنے۔ جنگ کرنے جنگ کے

Digitized by Khilafat Library

ہر ایک قیدی کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا بچہ۔ بغیر کسی تمیز کے تہ تیغ کرنے اور ایسا ہی بعض اور بُرائیوں کی اجازت دی گئی ہے۔ بائیبل میں لکھا ہے کہ خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ شاہ مصر کو کہے کہ ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو ہمیں بیابان میں تین دن کا سفر جانے کی اجازت دے تا ہم خداوند اپنے خدا کے آگے قربانی کریں۔ حالانکہ اُنکے جانے کی یہ غرض بالکل نہ تھی۔ بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ ملک سے بھاگ جائیں اور پھر کبھی واپس نہ آئیں۔ گو یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ نعوذ باللہ خلاف واقعہ بات کہنے کی اجازت دی گئی۔ اسی طرح بائیبل میں لکھا ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے نکلنے کے لیئے تیار تھے اُسوقت خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو قیمتی چیز وہ اپنے پڑوسیوں سے لے سکیں مانگ کر لے لیں اور پھر اُسے ساتھ لیکر چلے جاویں۔ اور یہ ایسا فعل تھا جسمیں بنی اسرائیل نے نہ صرف اپنے پڑوسیوں کا مال ناجائز طور پر چھین لیا بلکہ انکو خلاف واقعہ بات بھی کہنی پڑی۔ اسی طرح یوشع باب ۱۰ ورس ۲۸ تا ۴۱ میں لکھا ہے کہ خدا نے یوشع کو حکم دیا کہ شہروں کی ایک خاص تعداد کے تمام لوگوں۔ مردوں۔ عورتوں اور معصوم بچوں کو قتل کر دیا جاوے اور اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ یوشع اور اُسکے ہمراہی اُنکے شہروں اور اُنکی زرخیز زمینوں پر قبضہ کر سکیں۔

حضرت یسوع مسیح بھی اپنے زمانہ کے محدود خیالات سے آزاد نہ تھے۔ وہ بھوتوں کو مانتے تھے اور اُنکا اعتقاد تھا کہ بھوت بعض لوگوں کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اسیطرح انکا خیال تھا کہ دنیا کا بہت جلد خاتمہ ہونیوالا ہے۔ اور ایسا ہی اور بہت سی اسی قسم کی باتوں پر وہ ایمان رکھتے تھے۔ انجیر کا درخت ایسی چیز نہیں جسمیں سوچنے کا مادہ ہو۔ لیکن انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت یسوع مسیح نے اُسپر لعنت کی اور لعنت کرنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ جب آپ بھوک کی حالت میں اس درخت کی طرف گئے تو آپ نے اس درخت کو پھل سے خالی پایا۔ ہم نہیں مان سکتے کہ حضرت مسیح جیسے عظیم الشان انسان نے ایسا غیر معقول فعل کیا ہو۔ اسی طرح ہم حضرت یسوع مسیح کے اس فعل کے لیئے کوئی وجہ نہیں دیکھتے جبکہ اُس نے بھوتوں کے ایک لشکر کو سؤروں کے ایک گلے میں جن کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی ڈالدیا اور وہ اونچی جگہ سے دوڑ کر پانی میں گرے اور غرق ہو گئے اور اس طرح اُنکے مالکوں کو سخت نقصان پہنچایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح میں دوسرے لوگوں کے لیئے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مگر جو سلوک اور برتاؤ حضرت مسیح

نے یہودی فریسیوں اور فقیہوں کے ساتھ کیا وہ صفت رحم اور محبت کے بالکل متضاد ہے۔ بیشک کسی چیز کو برا کہنا ایک معمولی بات ہے جو ایک انسان سے سرزد ہو سکتی ہے۔ لیکن غیر موزون الفاظ میں سخت تیزی کے ساتھ برا کہنا یہ اُس روحانی طمانیت کے بالکل مناسب حال نہیں جو ہندوستان میں بزرگ لوگوں کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ اور یقیناً چونکہ یہ لوگ خدائے تعالیٰ کی عفو اور اصلاح کی قدرت کے دائرہ سے باہر نہیں تھے۔ اسلیے حضرت مسیح کو صرف یہی نہیں چاہیئے تھا کہ انکو برا کہنے پر قناعت کرتے بلکہ چاہیئے تھا کہ وہ ان بھٹکی ہوئی بھیڑوں کو اپنے باپ کے گلہ میں شامل کرنے کی کوشش کرتے مگر معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس قسم کی کوئی کوشش کی ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں کس طرح پوری ہو رہی ہیں

روزمرہ کی تار کی خبریں جو موجودہ عالمگیر جنگ کی نسبت شائع ہو رہی ہیں وہ ہر روز حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے الفاظ ہماری آنکھوں کے سامنے لاتی اور دکھاتی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کیسے خطرناک طور سے لفظ بہ لفظ پوری ہو رہی ہے۔ پیشتر اسکے کہ ہم ناظرین کو یہ دکھائیں کہ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہو رہی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کے حافظہ کو تازہ کرنے کیلیے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں سے کچھ عبارت بطور اقتباس کے یہاں درج کیجاوے تا ناظرین خود اس پیشگوئی کے الفاظ کا اُن خطرناک واقعات کے ساتھ جو روئے زمین پر واقع ہو رہے ہیں مقابلہ کر کے دیکھ سکیں کہ خدا کا کلام کیسا سچا ثابت ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:-

"زمین پر اسقدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا انمیں کبھی آبادی نہ تھی......

... وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفتیں ظاہر ہونگی..... اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی

خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ...... اب ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا" اسی آنیوالی قیامت کا نظارہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک نظم میں بھی کھینچا ہے جسمیں سے بعض اشعار ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں :-

اِک نشان ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائینگے دیہات شہر اور مرغزار

آئیگا قہر خدا سے خلق پر اِک انقلاب
اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار

اِک جھپک میں یہ زمیں ہو جائیگی زیروزبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار

رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کر دیگی انہیں مثلِ درختانِ چنار

ہوش اُڑ جائیں گے انساں کے۔ پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار

خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سُرخ ہو جائینگے جیسے ہو شرابِ انجبار

مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

اِک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربّانی نشان
آسماں حملے کریگا کھینچکر اپنی کٹار

ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ایک طرف پیشگوئی کے مندرجہ بالا الفاظ پر غور کریں اور دوسری طرف اس عظیم الشان زلزلہ کو دیکھیں جس سے پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق۔ انسانوں پہاڑوں۔ درختوں۔ دریاؤں اور سمندروں میں سخت جنبش پڑ گئی ہے۔ اِس خطرناک زلزلہ کا کیسا صحیح صحیح نقشہ مندرجہ بالا پیشگوئی میں کھینچا گیا ہے۔ کیا کوئی شخص اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ پیشگوئی کا ایک ایک لفظ نہایت صفائی سے پورا ہو رہا ہے۔ جو لوگ روزانہ جنگ کے حالات کی تفصیل پڑھتے ہیں وہ اس بات کی شہادت دینگے کہ کبھی آنیوالے واقعات کی اس سے بڑھکر صفائی کے ساتھ قبل از وقت خبر نہیں دیگئی جیسی کہ مندرجہ بالا الفاظ میں اس زلزلہ عظیمہ کی خبر دیگئی ہے جسکی وجہ سے اسوقت کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار سخت جنبش کھا رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ جنگ ایک نہایت ہی خطرناک جنگ ہے جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ اور جو تباہی۔ خونریزی۔ اور خوفناک نظارے اس جنگ کی وجہ سے وقوع میں آرہے ہیں وہ ایسے ہولناک ہیں کہ قبل از وقت ایسے شدید منظر کسی کے خواب و خیال

ہی نہیں آسکتے تھے۔ مگر ان خوفناک واقعات کی خدائے تعالیٰ نے اپنے مرسل کو قبل از وقت خبر دیدی چنانچہ اُس نے خدائے تعالیٰ سے الہام پاکر ان آنیوالے واقعات کا صحیح صحیح نقشہ نہایت وضاحت کے ساتھ کھینچکر دنیا کو اس آنیوالی مصیبت سے آگاہ کردیا اور فرمایا "توبہ کرنیوالے امان پائینگے اور وہ جو بلاء سے پہلے ڈرتے ہیں انپر رحم کیا جائے گا"

اگرچہ جنگ کے متعلق تار خبریں روزانہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کی تصدیق کرتی ہیں مگر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس خطرناک جنگ کے عبرتناک نظاروں میں سے کچھ کچھ بطور نمونہ کے ناظرین کے سامنے پیش کیے جاویں تا انکو اس امر کے متعلق بصیرت حاصل ہو اور وہ دیکھیں کہ خدا کا کلام کیسی شوکت اور کیسی شدت کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔

شہر ایمسٹرڈم واقعہ ملک بلجیم سے مندرجہ ذیل مضمون کا ایک تار ۴۔ مئی سنہ ۱۹۱۵ء کو بھیجا گیا:۔

"ایکلو سے ایک مراسلہ اس مضمون کا پہنچا ہے کہ ۲ مئی کو یا یپرس کے ارد گرد نہایت ہی خطرناک طور سے گولہ باری ہوئی۔ یہ گولہ باری تمام ملک فلینڈرز میں سنائی دیتی اور محسوس ہوتی تھی۔ اور شہر بروگس کے مکانات اور ملک ہالینڈ کی سرحد کے دیہات اس گولہ باری کی وجہ سے کانپتے تھے"۔

اس جنگ کے خطرناک نظاروں میں سے ایک نظارہ زہریلی گیسوں کا استعمال ہے جسکا رواج اہل جرمن نے جاری کیا ہے۔ اسکے متعلق انگریزی فوجوں کا اعلیٰ افسر فیلڈ مارشل فرنچ اپنے ایک مراسلہ میں لکھتا ہے:۔

"جب سے کہ دشمن نے اس طریق کو اختیار کیا ہے وہ ہر موقعہ پر جبکہ ہوا موافق سمت سے چل رہی ہو اس طریق کو استعمال کرتا ہے۔ اس زہریلی گیس کا اثر صرف یہی نہیں کہ انسان لڑنیکے قابل نہ رہے اور نہ یہ زہر اس طرز سے ہلاک کرتی ہے کہ انسان کو کچھ تکلیف محسوس نہ ہو جیسا کہ جرمن کے بعض اخبارات کا بیان ہے بلکہ جو لوگ اس زہریلی گیس کا شکار ہوتے ہیں وہ نہایت ہی دردناک تکلیف برداشت کرتے ہیں اور نہایت ہی تکلیف اور دیر کے ساتھ اُنکی جان نکلتی ہے اور اگر کوئی شخص موت کا شکار ہونے سے بچ جائے تو اُسکے پھیپھڑوں کو ہمیشہ کے لئے

نقصان پہنچ جاتا ہے اور اُمید نہیں کہ وہ کبھی اس صدمہ سے صحت یاب ہو‘‘

انہی زہریلی گیسوں کے استعمال کا خطرناک نقشہ اخبار مارننگ پوسٹ کے ایک نامہ نگار نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے:۔

’’زہریلی گیسوں کے دھوآں دھار بادل اُس وادی کے اوپر سے گذرتے تھے جہاں روسی سپاہی پڑے ہوئے تھے۔ ان زہریلے بادلوں کے پھیلنے کے بعد جو نظارہ دیکھا گیا وہ نہایت ہی ہیبت ناک تھا۔ نہ صرف انسان بلکہ ہر ایک جاندار چیز ان زہریلے بادلوں کا شکار ہوئی۔ اس علاقہ کے دیہات میں کوئی گھوڑا۔ یا گائے یا پرندہ ایسا نہیں تھا جو زندہ بچا ہو۔ (حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی سچ فرمایا کہ ’’اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے‘‘ منظوم پیشگوئی میں فرمایا ’’ہوش اُڑ جائینگے انسان کے۔ پرندوں کے حواس ٭ بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار) چھوٹے بچے اور عورتیں کثرت کے ساتھ ہلاک ہوئیں دم کا گھٹنا۔ بے چین کر دینے والا درد اور سانس لینے کے لیئے ہانپنا اور ہونٹوں پر جھاگ کا آنا یہ اُس زہریلی گیس کے خطرناک نتائج تھے‘‘ ٭

جب جرمنی کی طرف سے اس قسم کے خطرناک ذرائع کا استعمال شروع ہُوا تو اس کے مقابل پر انگلستان اور فرانس نے بھی فیصلہ کر لیا کہ اسی قسم کے مہلک ذرائع اُن کی طرف سے بھی استعمال کیئے جاویں۔ چنانچہ مسٹر ایسکوئیتھ وزیر اعظم انگلستان نے پارلیمنٹ میں اس بات پر زور دیا کہ اب اس امر کی کوشش کہ جرمنی کو ایسے خطرناک ذرائع کے استعمال سے روکا جاوے بالکل بے سود ہو گی۔ بہتر ہو گا کہ اس قسم کے ذرائع کے جواب میں ایسے ہی خطرناک طریقے ہماری طرف سے بھی اختیار کیئے جاویں۔ چنانچہ ابتدائے جون میں اہل فرانس نے یہ خبر شائع کی کہ ہم نے بطور انتقام کے جلا دینے والا سیال مادہ جرمنوں کی سرنگوں پر چھڑکا۔ پاؤنیر کا ایڈیٹر ۱۰ جون سنہ ۱۹۱۵ء کے پرچے میں لکھتا ہے کہ ’’انگلستان اور فرانس نے جرمنی کی زہریلی گیسوں کے جواب میں جن جن تجاویز پر عمل کرنا شروع کیا ہے اُنکا ابھی تک اظہار نہیں کیا گیا۔ لیکن بعض خاص نامہ نگاروں نے یہ بیان کیا ہے کہ اہل فرانس کو اب اُن گولوں کے استعمال کرنے میں کچھ تأمل نہ ہو گا۔ جنمیں ایک زہریلا مادہ ٹرپی نائیٹ نامی بھرا ہُوا ہوتا ہے اور اس زہریلے مادہ میں اسقدر طاقت ہے کہ جب وہ پھٹتا ہے تو ایک وسیع رقبہ پر تباہ کن اثر پیدا کر دیتا ہے۔

٭ تازہ تاروں سے معلوم ہُوا ہے کہ جرمنوں نے اب ایسی گیسیں استعمال کرنی شروع کی ہیں جو پہلی گیسوں کی نسبت بہت تیزی سے چلتی ہوئی دشمن کو گھیر لیتی ہیں اور حجم میں بھی یہ زیادہ گہری ہوتی ہیں اور جو ذریعہ پہلی قسم کی زہروں سے بچنے کا نکالا گیا تھا وہ ان کی بڑی قسم کی گیسوں سے بچنے کا ابھی تک نہیں ملا۔

ہر ایک شخص یہ بات دیکھکر افسوس کرتا ہے کہ جنگ کے ہیبت ناک نظارے روز بروز بڑھ رہے ہیں لیکن جب ایک ایسے دشمن کے ساتھ پالا پڑے جس نے انسانیت اور تہذیب کے تمام قواعد کو بالائے طاق رکھدیا ہو تو اس کے ساتھ پھر ویسا ہی برتاؤ کرنا ضروری ہوتا ہے جیسا کہ وہ خود کرتا ہے اور یہ ضروری ہے کہ ایسے دشمن کو بالکل تباہ کر دیا جاوے تا آیندہ دنیا کو اُس کے خطرہ سے امن حاصل ہو۔"

اس جنگ کے ہولناک نظاروں میں سے ایک خطرناک منظر جہاز لوزی ٹے نیا کی غرقابی بھی ہے جسکو جرمنی کی اب دوز کشتی نے غرق کیا اور جسمیں قریباً پندرہ سو عورتیں اور بچے اور دوسرے مسافر ایک آن کی آن میں ہلاک ہوئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کی تصدیق کے لیئے تو صرف اتنا ہی ضروری ہے کہ نیو شپیل کی ایک لڑائی کی کیفیت کو پڑھ لیا جاوے۔ اس لڑائی کی مفصّل کیفیت لنڈن نیوز ایجنسی نے ایک نامہ نگار کی طرف سے شائع کی ہے۔ جسمیں سے چند اقتباسات ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں۔ انکے مطالعہ سے ناظرین اس جنگ کی خطرناک کیفیت کا کسیقدر اندازہ لگا سکیں گے۔ نامہ نگار مذکور اس جنگ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"تب جہنّم لوگوں پر ٹوٹ پڑا۔ ایک زبردست ہولناک چیخنے والے شور کے ساتھ سینکڑوں توپیں گونجیں۔ جو لوگ سامنے کی خندقوں میں تھے۔ وہ توپوں کی تیز آوازوں کی وجہ سے بہری ہو گئے۔ ان توپوں کے گولے انگریزی فوج کے سروں کے اوپر قریب گذر رہے تھے۔ یہ توپوں کا شور متواتر جاری تھا۔ ایک افسر نے زمین کے ساتھ کان لگایا اور کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ بڑے بڑے بھاری ہتھوڑوں کے ساتھ زمین کو بڑے زور سے کوٹ رہے ہیں۔ جب چند گولے جرمنی سرنگوں میں مٹی اور گرد کے بادلوں کے درمیان جا گرے تو اسکے بعد سخت سیاہ دھوئیں کا ایک گہرا بادل جرمنی سرنگوں کے اوپر پھیل گیا۔ انسانوں کے جسموں کے ٹکڑے ہوا میں اڑتے تھے اور اُن کے خون سے انگریزی فوج کے سپاہیوں کے بدن آلودہ ہو رہے تھے۔ ایک موقعہ پر ایک جرمنی افسر کے بدن کا اوپر کا دھڑ اُڑ کر ہماری ایک خندق میں آ گرا اور اُسکی ٹوپی اُسکے سر میں ٹھونسی ہوئی تھی۔ یہ لڑائی ۳۵ منٹ تک جاری رہی اور اس اثنا میں جو خطرناک نظارہ نظر آرہا

تھا الفاظ اس کے بیان سے قاصر ہیں۔ جو جرمن اپنی خندقوں میں زندہ بچ گئے وہ خوف کے مارے نیم پاگل ہو رہے تھے۔ اور مُردوں کی لاشوں کے ڈھیر اور جان بلب سپاہی کثرت کے ساتھ اُنکے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں پڑے ہوئے تھے۔ اور جو زندہ بچے اُنمیں سے اکثر نے ہتھیار ڈالدیئے۔ نیوشیپل کے گاؤں میں خونی تباہی واقع ہوئی وہ گاؤں ایک ایسا منظر تھا کہ جن لوگوں نے اس نظارہ کو دیکھا وہ کہتے ہیں کہ عمر بھر ہمیں یہ نظارہ نہیں بھولیگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک سخت زلزلہ نے اس گاؤں کو تباہ کر دیا ہے۔ اس اُجڑے ہوئے گاؤں کے فوٹو بھی شائع کیئے گئے ہیں مگر یہ فوٹو اُس تباہی کو پورے طور پر دکھا نہیں سکتے جو انگریزی توپوں کی وجہ سے اس گاؤں پر وارد ہوئی۔ مکانات ایسی بُری طرح سے مسمار ہوئے ہیں کہ بازاروں اور گلیوں کا نشان باقی نہیں رہا۔ پہلے یہ ایک نہایت ہی خوبصورت گاؤں تھا مگر اب یہ حالت ہے کہ اینٹ کے ساتھ اینٹ باقی نہیں رہی۔ گاؤں کے گرجے کی صرف ٹوٹی پھوٹی دیواریں کھڑی تھیں اسکا اندرونہ مٹی کے ایک بڑے ڈھیر کے نیچے چھپ گیا تھا۔ قبرستان سخت ابتری کی حالت میں تھا۔ مُردے قبروں میں سے نکلے پڑے تھے۔ (یعنی اذا القبور بعثرت کا نظارہ تھا) ٹوٹے ہوئے تابوت۔ اور پُرانی ہڈیاں تازہ مُردوں کے ساتھ جو اُسی صبح کو قتل ہوئے تھے اور جو قبروں کے اوپر ادھر اُدھر پڑے ہوئے تھے ملی جُلی پڑی تھیں۔ تمام گاؤں میں صرف دو چیزیں سلامت کھڑی تھیں۔ یعنی دو صلیبیں۔ ایک قبرستان میں اور دوسری ایک اور مقام پر۔ جو صلیب قبرستان میں کھڑی تھی۔ اُسپر حضرت مسیحؑ کی تصویر تھی جو گولیوں کے ساتھ چھلنی چھلنی ہو گئی تھی گویا حضرت مسیحؑ کی تصویر اُس خطرناک خونریزی کو اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر رہی تھی جو اس گاؤں میں واقع ہو رہی تھی اور ایک دردناک خاموشی کے ساتھ دیکھ رہی تھی کہ کس طرح حضرت مسیح کے پیرو آپسمیں جنگ کر کے خون کی ندیاں چلا رہے ہیں۔ لڑائی کے وقت جو شور اور گڑبڑ پڑی ہوئی تھی الفاظ اُسکا نقشہ کھینچنے سے عاجز ہیں گولہ باری کے تاریک دھوئیں میں تمام طرف جرمن نظر آتے تھے۔ بعض تو نیم پاگل ہو کر خندقوں اور گڑھوں میں سے اپنے ہاتھوں کو اونچا کیئے ہوئے نکل رہے تھے۔ بعض گاؤں کے کھنڈرات کے پیچھے گولہ باری سے پناہ لے رہے تھے اور بعض گاڑیوں یا قبروں کے پتھروں کے پیچھے بیٹھکر گولیاں چلاتے تھے۔

بہت سے عجیب واقعات دیکھنے میں آئے۔ ایک خندق میں ایک موٹا جرمن خوف کی وجہ سے حواس باختہ ہوکر اِدھر اُدھر ناچتا تھا۔ اور انگریزی زبان میں چلّا چلّا کر کہتا تھا۔ "رحم کرو رحم کرو۔ مَیں بیاہا ہُوا ہوں"۔ ایک اور خندق میں دو نوجوان جرمنی افسر دیکھے گئے جنکا رنگ خوف کے مارے زرد تھا اور دونوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے سروں سے اونچا کیا ہُوا تھا۔ ایک نے بڑی سنجیدگی سے انگریزی زبان میں کہا "مجھے گولی نہ مارو۔ مَیں بھی لنڈن سے ہی آیا ہوں"۔ گولے اسقدر کثرت سے برسے کہ زمین میں جابجا گڑھے پڑ گئے اور تمام پہلے نشانات نابود ہو گئے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اُس ۳۵ منٹ کی لڑائی میں کم از کم ۱۸ ہزار جرمن مقتول ہوئے۔ قیدی انکے علاوہ تھے۔ جب انگریزی فوج کی طرف سے گولہ باری شروع ہوتی تھی تو بعض اوقات جرمن زمین کے ساتھ لیٹ جاتے تھے اور اپنے ہاتھوں کو اونچا کر لیتے تھے کہ ہم پر رحم کرو۔ جرمن قیدیوں کا بیان ہے کہ بعض صورتوں میں تمام افسر مارے گئے اور پوری پلٹنوں کی پلٹنیں نابود ہو گئیں۔ ابتدائی انگریزی گولہ باری ایسی خطرناک تھی کہ جب انگریزی سپاہی جرمنوں کی سرنگوں پر پہنچے تو جو لوگ سرنگوں میں زندہ باقی تھے وہ بڑی تکلیف کے ساتھ رینگ کر باہر نکلے اور اُنہوں نے اپنے ہاتھوں کو اونچا کیا ہُوا تھا اور وہ بالکل بے حواس تھے (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے اس فقرہ پر غور کرو۔ ہوش اُڑ جائینگے انسان کے۔ پرندوں کے حواس۔ بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار۔ ظاہر ہے کہ ایسی خطرناک گولہ باری میں نہ صرف انسان کے ہوش اُڑ جاتے ہیں بلکہ پرندوں کے حواس بھی جاتے رہتے ہیں) گاؤں کیا تھا ایک بوچڑ خانہ تھا اور کھنڈرات کا ایک ڈھیر تھا۔ قیدیوں کا بیان ہے کہ انہوں نے ایسی خطرناک گولہ باری عمر بھر میں کبھی نہیں دیکھی۔ ایک قیدی افسر نے کہا کہ "اس کا نام لڑائی نہیں بلکہ یہ قتل عام ہے۔ ہر ایک دس گز کے فاصلہ پر ایک ایک گولہ پڑتا تھا۔ ہمیں جواب دینے کا موقعہ ہی میسّر نہیں آیا"۔ ایک اور نامہ نگار جو اُسوقت یہ نظارہ دیکھ رہا تھا بیان کرتا ہے کہ دشمن کی فوج کی صفیں یکے بعد دیگرے انگریزی گولہ باری کے آگے گرتی جاتی تھیں اور دشمن اس طرح کٹتے جاتے تھے جیسے گھاس کاٹا جاتا ہے۔

یہ تو ایک لڑائی کا مختصر حال ہے جو مقام نیو شیپل پر قریباً آدھا گھنٹہ جاری رہی ہے اس

ناظرین اس جنگ کے خطرناک مناظر کا کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس جنگ میں محض گولہ باری پر قناعت نہیں کی جاتی۔ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ کس طرح جرمن زہریلی گیسوں کے ذریعہ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور میں یہ بھی بتا آیا ہوں کہ انگریزوں اور فرانسیسیوں نے بھی یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جس قسم کے طریق سے جرمن اپنے دشمن کو ہلاک کرنیکی کوشش کرتے ہیں اُسی قسم کے طریق سے جرمن کو ہلاک کیا جاوے مندرجہ ذیل اقتباس سے معلوم ہوگا کہ جرمن اپنے دشمن کے مقابل میں زہریلی گیسوں کے علاوہ اور خطرناک ذریعے بھی استعمال کرتے ہیں:-

"۲۷- فروری ۱۹۱۵ء کی خبر ہے کہ مقام میلن کورٹ پر فرانسیسیوں اور جرمنوں کی خندقیں بہت قریب قریب تھیں۔ اچانک دوپہر کے وقت فرانسیسیوں نے معلوم کیا کہ ایک گہرا تاریک دھوآں اُنکی خندق کے قریب سے نکل رہا ہے۔ اسکے بعد اُنہوں نے محسوس کیا کہ گرم ہوا کی ایک لہر اُنکی طرف آ رہی ہے اور چند سیکنڈوں کے بعد اُنہوں نے دیکھا کہ ایک جلا دینے والا سیّال مادہ اُنپر گر رہا ہے۔ وہ سیّال مادہ پٹرولیم کا تیل تھا جسکو فوراً آگ لگ جاتی ہے۔ اسکے بعد جرمنوں نے فرانسیسیوں پر گولے برسانے شروع کر دیئے جنکی وجہ سے ساری خندق میں آگ لگ گئی اور سپاہیوں کے کپڑوں کو بھی آگ لگ گئی اسلیئے مجبوراً اب سپاہیوں کو اُس جگہ سے بھاگنا پڑا۔ ایک ڈاکٹر جس نے ان سپاہیوں کا معائنہ کیا بیان کرتا ہے کہ ان سپاہیوں کی بردیاں جلی ہوئی تھیں۔ اُنکے چہرے ایسے بگڑے ہوئے تھے کہ دیکھکر خوف آتا تھا اور اُنکے بازو سوجے ہوئے تھے۔

جو کچھ اوپر بیان ہوا وہ زیادہ تر مغربی میدانِ کارزار کے متعلق تھا یعنی اس جنگ کے متعلق جو فرانس میں ہو رہی ہے۔ مشرقی میدانِ کارزار کے متعلق یعنی اُس جنگ کے متعلق جو روس میں ہو رہی ہے صرف اتنا بیان کر دینا کافی ہوگا کہ گذشتہ مارچ تک صرف روسی علاقہ پولینڈ میں ۹۵ شہر اور چار ہزار پانچسو دیہات گر چکے تھے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کُل علاقوں میں جہاں جنگ جاری ہے اسوقت تک کس قدر شہر اور دیہات تباہ ہو چکے ہونگے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے کلمات کیسے سچے نکل رہے ہیں۔ آپنے فرمایا تھا میں شہروں کو گرتے دیکھتا

ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ دیکھو یہ باتیں کیسی صفائی کے ساتھ پوری ہو رہی ہیں۔ کیا اب بھی تمھیں اس پیشگوئی کے سچا ہونے میں کچھ شک ہو سکتا ہے؟ یہ نہایت ہی عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو نہایت وضاحت کے ساتھ لفظ بہ لفظ پورا نہ ہو رہا ہو۔ مثال کے طور پر مَیں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شعر پیش کرتا ہوں۔ آپ نے اپنی منظوم پیشگوئی میں فرمایا:-

آئیگا قہر خدا سے خلق پر اِک انقلاب ❊ اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار

جنگ کی رپوٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیشگوئی کے دوسرے حصوں کی طرح یہ حصہ بھی اپنے ظاہری معنوں میں پورا ہو چکا ہے۔ چنانچہ ایک غرق شدہ جہاز کے پس ماندگان کا ذکر کرتے ہوئے جو یکم جنوری ۱۹۱۵ء کی رات کو ۱۲ بجے کے بعد غرق ہوا اور جس کا نام فار مبڈیبل تھا رپوٹر لنڈن سے مندرجہ ذیل مضمون کی تار بھیجتا ہے:-

"جہاز کے بعض آدمی جو پانی میں سے نکالے گئے بالکل ننگے تھے۔ اور سب کے سب کافی کپڑوں کے نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف اُٹھا رہے تھے۔ ایک آدمی کو جب پانی میں سے نکالا گیا تو اُس نے کہا۔ اب ہم پھر باہر آگئے۔ برہنگی ہماری بردی ہے اور تیرنا ہمارا لباس ہے"

اخبار سفیئر کا نامہ نگار بلجیم کے شہر کانٹک کے متعلق ۲۸ - نومبر ۱۹۱۴ء کو لکھتا ہے:-

"جب اس شہر پر دشمن نے گولہ باری شروع کی تو کئی ایسے آدمی تھے جنکو ننگے ہی بھاگنا پڑا"

بھائیو! بتاؤ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ بات کہ اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار کیسی لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

پائنیر کا نامہ نگار ۸ - جون ۱۹۱۵ء کے پیغام میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اخبار مذکور کو اطلاع بھیجتا ہے:- جرمن بہادر بے فائدہ اپنے خون کے دریا بہا رہے ہیں کیا اس شہادت کے بعد بھی آپ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا انکار کرینگے جس نے کئی سال پیشتر موجودہ زلزلۂ عظیمہ کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ پھر فرمایا نالیاں خوں کی چلینگی جیسے آبِ رود بار۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دنیا پر آنیوالی مصیبت صرف ایک رنگ میں نہیں آئیگی بلکہ کئی رنگوں میں آئے گی

چنانچہ اس جنگ کی وجہ سے جو مصیبت دنیا پر آئی ہے وہ بھی ایک رنگ کی نہیں ہے بلکہ کئی رنگوں میں وارد ہو رہی ہے۔ کہیں جہاز غرق ہو رہے ہیں۔ کہیں خشکی پر خطرناک خونریزی کی وجہ سے خون کی ندیاں چل رہی ہیں۔ کہیں پہاڑی نالوں اور دریاؤں کا پانی انسانی خون کے ساتھ رنگین ہو رہا ہے۔ کہیں آسمان میں ہوائی جہاز ایک دوسرے پر گولہ اندازی کر رہے ہیں۔ کہیں شہروں اور کارخانوں پر ہوائی جہاز بمب پھینک رہے ہیں۔ کہیں زمین کے اندر سرنگوں میں انسانی خون گرایا جا رہا ہے۔ کہیں سمندر کی سطح کے نیچے آب دوز کشتیاں مسافروں کے جہازوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہی ہیں (ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ) کہیں زہریلی گیسوں کے ذریعہ نوع انسان کو ہلاک کیا جا رہا ہے اور اب تازہ تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اب ایک سیّال آتشی مادہ سیلاب کی طرح دشمنوں کی طرف ریلا جاتا ہے۔ کہیں زہریلے گولوں کے ذریعہ جانوں کو ہلاک کیا جاتا ہے۔ غرض رنگ برنگ کی آفتیں نوع انسان پر وارد ہو رہی ہیں۔ یہ لڑائی نہ صرف خشکی پر جاری ہے بلکہ سطح سمندر پر بھی مردوں۔ عورتوں۔ بچوں کو ہلاک کیا جاتا ہے۔ پھر سطح سمندر کے علاوہ سطح سمندر کے نیچے انسان کے خون کی پیاسی کشتیاں انسانی نظروں سے غائب پھر رہی ہیں۔ ایسا ہی نہ صرف زمین کی سطح پر بلکہ زمین کی سطح سے نیچے سرنگوں میں لڑائی کا سلسلہ جاری ہے پھر اسی پر بس نہیں آسمان کی فضا میں بھی کِشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کُشتیاں۔ پھر اس لڑائی کی مصیبت میں مبتلا ہے۔ زبردست شہادتوں سے ثابت ہُوا ہے کہ بے گناہ عورتوں اور معصوم بچوں اور بوڑھے مردوں اور ایسے لوگوں کو جو کسی طرح جنگ کے کاروبار سے تعلق نہیں رکھتے تھے نہایت بے رحمی سے قتل کیا گیا ہے۔ پھر اس جنگ کی طرح طرح کی مصیبتوں کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق اور کئی قسم کے آفات نازل ہو رہے ہیں۔ نمونہ کے طور پر مَیں ایک ریل کا حادثہ پیش کرتا ہوں جو تھوڑا ہی عرصہ ہُوا شہر کارلائیل ملک انگلستان کے قریب واقع ہُوا اس حادثہ کی کیفیت ایسی دردناک ہے کہ اسکو سُنکر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں:

اس حادثہ میں تین ریل گاڑیاں اور پانچ انجن اور ایک مال گاڑی شامل تھیں۔ اور جو ہولناک نظارہ اُسوقت دیکھا گیا اُسکی نظیر ریل کے حادثات میں نہیں دیکھی گئی۔ جب تین

ریل گاڑیاں آپسمیں ٹکرائیں تو گاڑیوں کا ایک پہاڑ کھڑا ہوگیا ان گاڑیوں کو آگ لگ گئی اور اس گاڑیوں کے ڈھیر میں سے دھوآں اور آگ نکل رہے تھے۔ لکڑی کی گاڑیاں بڑے زور سے جلتی تھیں اور جو آدمی ان گاڑیوں کے اندر تھے وہ بے کسی کیحالت میں چیختے تھے۔ آدمی آگ کے ایک تنور میں پڑے ہوئے تھے۔ آگ نے چاروں طرف سے سواریوں کو گھیرا ہوا تھا اور آگ کی رفتار نہایت تیز تھی۔ جلی ہوئی گاڑیوں کے نیچے کا نظارہ ایسا ہیبت ناک تھا کہ نہایت مضبوط دل والا انسان بھی دیکھکر کانپ جاتا تھا۔ گاڑیوں کے نیچے۔ جلے ہوئے بازو۔ ٹانگیں اور جسم نظر آتے تھے۔ آگ گاڑیوں کو ایسی تیزی سے جلا رہی تھی کہ کوئی چیز اسکو روک نہیں سکتی تھی۔ پانچ جلے ہوئے انجن ایک دوسرے کے پاس پڑے ہوئے تھے۔ وہ جلکر ایسے بدشکل ہوگئے تھے کہ پہچانے بھی نہیں جاتے تھے بعض مُردوں کی لاشیں تو بالکل جلکر کوئلہ ہو گئیں اور بالکل معلوم نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ انسانوں کی لاشیں ہیں صرف چند کالی ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں۔ اور یہ بھی معلوم نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ ہڈیاں ایک آدمی کی ہیں یا دو تین آدمیوں کی۔ اسلیئے جب مُردوں کی ہڈیاں اُٹھائی جارہی تھیں تو کوئی شخص یہ نہیں کہ سکتا کہ یہ کتنے انسانوں کی ہڈیاں ہیں۔ آگ ایسی غیر معمولی تیزی کے ساتھ جلتی تھی کہ ابھی تک اس غیر معمولی تیزی کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔ اسکے متعلق تحقیقات کیجاویگی۔ سارجنٹ جاہن کوب جو اسوقت اُسجگہ موجود تھا بیان کرتا ہے " وہ پورا دوزخ کا نظارہ تھا۔ اور میں ہزار جرمنوں سے لڑنا پسند کرونگا مگر ایسی تکلیف میں گزرنا پسند نہ کرونگا۔ اُن لوگوں کی چیخیں جو اس آگ میں جل رہے تھے نہایت ہی خطرناک تھیں۔ مینے ایک آدمی کو ایک گاڑی میں دیکھا کہ وہ گاڑی کی چھت میں لٹکا ہوا تھا اور اُس کے بازو دونوں طرف پھیلے ہوئے تھے اور اُسکا صرف دھڑ ہی دھڑ تھا سر ساتھ نہ تھا۔ ٹکر کے وقت ہماری گاڑی تمام کی تمام ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اس کے بعد درمیانی حصہ میں آگ لگ گئی اور پھر بڑی تیزی سے دونوں طرف پھیلنی شروع ہوگئی۔ ہماری گاڑی فوجی تھی اور اُس میں جنگ کا سامان رکھا ہوا تھا۔ ہر ایک پانچ منٹ کے بعد بڑی دھڑاکے کے ساتھ یہ گولہ بارود پھٹتا تھا اور گاڑیوں کے ٹکڑے دُور تک ہوا میں اُڑتے چلے جاتے تھے۔ ایک شخص کا بازو گاڑی کے نیچے پھنسا ہوا تھا۔ اور آگ قریب آرہی تھی۔ ایک ڈاکٹر

نے اس کا بازو کاٹ دیا اور اس طرح وہ بیچارا آگ کا لقمہ بننے سے بچا۔ ایک اور آدمی گاڑیوں کے نیچے پھنسا ہوا تھا۔ آگ اُسکو جلا رہی تھی اسکی ٹانگیں جل چکی تھیں اور آگ اُس کے چہرہ کی طرف بڑھ رہی تھی اور وہ نہایت ہی دردناک لہجہ میں چیخ رہا تھا کہ "خدا کے لیئے مجھے گولی سے مار کر اس عذاب سے نجات دو"۔ جو مُردے گاڑیوں میں سے نکالے گئے اُنکی حالت بالکل ناقابل بیان تھی۔ بعض کے سر ساتھ نہیں تھے۔ بعض کی ٹانگیں ندارد تھیں اور بعض کے بازو غائب تھے اور نہایت ہی بھیانک شکل میں نظر آتے تھے۔ فوجی گاڑی میں ۵۰۰ سپاہی تھا۔ جنمیں سے صرف ۵۰ کے قریب صحیح سلامت رہے۔ باقی یا تو جل گئے یا زخمی ہو گئے۔ ۲۰۰ کے قریب سپاہی اس دردناک حادثہ میں ہلاک ہوئے۔ بہت سے آدمی تو یقیناً اُسی وقت ہی ہلاک ہو گئے جب ریلیں ٹکرائیں اور باقی آگ کا لقمہ بنے۔ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایک عورت اور ایک بچہ کو آگ میں جلکر مرتے ہوئے دیکھا۔ بہت سے آدمی گاڑیوں کے اندر گھر گئے اور اُنکے نکالنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور وہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے بڑھتے ہوئے شعلوں میں جلکر راکھ ہو گئے۔

غرض نہ صرف ایک عالمگیر جنگ کے ذریعہ طرح طرح کے عذاب دنیا پر وارد ہو رہے ہیں بلکہ اور خطرناک حادثے بھی اس مصیبت کو بڑھا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان طرح طرح کے عذابوں اور دکھوں سے اپنی حفاظت میں رکھے۔

ایک اور بات جو حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت واثق یقین کے ساتھ اس پیشگوئی کو شائع فرمایا۔ اُنکے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنکو نہایت پختہ یقین تھا کہ یہ باتیں پوری ہو کر رہیں گی اور ایسا یقین اُنکو کبھی حاصل نہ ہو سکتا تھا جب تک اُنکو یقینی طور پر ان باتوں کا علم خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہ دیا جاتا۔ دیکھو وہ کیسے یقین کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:۔

ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس ❊ اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہیگی بے خطا ❊ کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بُردبار

پھر آپ نے تحریر فرمایا:۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر

ہیں۔ کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ پھر فرمایا۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مُدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ پھر تحریر فرمایا۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کر دوں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔

ناظرین کیا اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے بعد اب بھی تمہیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ و السلام کے سچے رسول ہونے میں کچھ شک باقی رہ گیا ہے۔ خدا نے سچ فرمایا تھا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؎

Digitized by Khilafat Library

مذہبی آزادی

اصولاً و عملاً

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات انسانوں اور قوموں کے وحشیانہ جذبات ایسے جوش میں آتے ہیں کہ انسانیت اور تہذیب کی حدود سے بالکل باہر نکل جاتے ہیں اور انکی وجہ سے انسان سخت بیرحمی اور سفاکی کے کام کر گذرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کونسا مذہب ہے جس نے سب سے زیادہ نہ صرف اصولاً بلکہ عملاً ایسے وحشیانہ جذبات کو دبایا اور رد کا ہی؟ اس سوال کا جواب صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے نہ صرف اصولی طور پر بلکہ علمی طور پر اپنی اتباع کے وحشیانہ جوشوں کو تمام مذاہب کی نسبت زیادہ روکا اور مغلوب کیا ہی۔ تمام انصاف پسند اور نیک نیت انسان جو تاریخ سے آگاہی رکھتے ہیں اس بات کے تسلیم کرنیکے لیے مجبور ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفاء مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعلیم اور آپکی ہدایات اس قسم کی ہیں کہ انمیں مذہبی جنون کیلیئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اور تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہی کہ ان ہدایات پر علمی طور پر مسلمان کار بند ہوئے۔ مسیحیوں کی عادت ہی کہ وہ ہمیشہ مذہبی جنون کو مسلمانوں کی طرف

منسوب کرتے ہیں مگر امر واقعہ یہ ہے کہ طبعی طور پر یہ مادہ مسلمانوں میں مسیحیوں کی نسبت ہرگز زیادہ نہیں ہے۔ اور ان غلط الزاموں کے دفیعہ کیلئے خود مسیحی مورخین کی شہادتیں کافی سے زیادہ ہیں۔ اور ان شہادتوں سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اصولی اور عملی طور پر مذہبی آزادی اسلامی حکومتوں اور مسلمانوں کا ہمیشہ خاصہ رہا ہے۔

مسٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ ایم۔ اے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ پروفیسر عربی۔ لنڈن یونیورسٹی۔ اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام کے صفحہ ۱۳۳ پر ملک ہسپانیہ میں مذہب اسلام کی اشاعت اور خصوصاً سنہ ۱۶۱۰ء میں مسلمانوں کے آخری اخراج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"جب ملک ہسپانیہ کے باشندوں کو جنہوں نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا۔ اُنکے وطن یعنی ملک ہسپانیہ سے خارج کر دیا گیا تو اُن مسلمانوں میں سے ایک مسیحیوں کے مظالم کی شکایت کرتے ہوئے مسلمان فاتحین کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں شہادت دیتا ہے:۔

"کیا مسلمان فاتحین نے کبھی ایک دفعہ بھی اس بات کی کوشش کی کہ مسیحیت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیا جاوے جیسا کہ تم (مسیحی لوگ) اسوقت مسلمانوں کی بیخکنی کے درپے ہو رہے ہو اگرچہ ایسا کرنا اُن کے اختیار میں تھا۔ کیا اُنہوں نے تمہارے بزرگوں کو جو اُنکے محکوم تھے پوری آزادی دے نہ رکھی تھی کہ وہ جس طرح چاہیں اپنے مذہب پر عمل کریں۔ کیا یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قطعی حکم نہ تھا کہ جس قوم کو تم فتح کرو اُن سے صرف ایک قلیل رقم سالانہ لیکر اُنکو پوری آزادی دیدو کہ وہ اپنے پہلے مذہب پر عمل پیرا رہیں خواہ وہ مذہب کیسا ہی بیہودہ کیوں نہ ہو یا جس مذہب کو وہ چاہیں اختیار کریں۔ اگر کوئی ایسی مثال پائی بھی جاتی ہے جبکہ کسی مسیحی کو جبر سے اسلام میں داخل کیا گیا تو ایسی مثالیں ایسی نادر ہیں کہ وہ بالکل ذکر کے قابل بھی نہیں۔ اور ایسا کرنے والے وہ لوگ تھے جنکو نہ خدا کا خوف تھا اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا پاس۔ اور اُن کا یہ فعل اسلام کی تعلیم اور احکام کے بالکل مخالف تھا۔ اور یہ ایسی تعلیم ہے کہ اسکی خلاف ورزی کر کے کوئی شخص مسلمان کے قابل عزت خطاب کا مستحق نہیں رہتا۔ تم ہم میں ایک بھی ایسا خونی محکمہ دکھا نہیں سکتے جیسا کہ تمہارا خون کا پیاسا صیغہ جو مقدس انکوئی زیشن کے نام سے

موسوم ہے جو مذہبی اختلاف کی وجہ سے لوگوں کو عذاب دینے کے لیئے قائم کیا گیا ہے بیشک ہمارے بازو ہر وقت ایسے لوگوں کو قبول کرنے کے لیئے کھلے ہوئے ہیں جو اپنی مرضی سے ہمارے مذہب کو قبول کرنا چاہیں۔ لیکن ہمارا قرآن مجید ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم لوگوں کی کانشنسوں پر ظلم کر کے جبر و اکراہ سے انکو اسلام میں داخل کریں۔ ہم تو مسلموں کی ہر طرح تالیف کرنے کیلیئے تیار ہیں اور جونہی کہ ایک شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے تو وہ بغیر کسی تامّل کے ہماری جماعت کا ایک فرد ہو جاتا۔ ہم اپنی لڑکیاں اُسکو نکاح میں دیتے اور اُسکو وہی حقوق اور حیثیت دیتے ہیں جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ اور ہم صرف ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ اُسکے اندرونہ کا نگران خدائے تعالیٰ ہے"۔

ناظرین اس بات کو سن کر تعجب کرینگے کہ مسلمانوں کو ہسپانیہ سے خارج کرنے کی ایک وجہ مسیحی بزرگوں نے یہ قرار دی تھی کہ یہ لوگ مذہبی آزادی کے حامی ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۶۰۲ء میں ویلنشیا کے آرچ بشپ نے جو فہرست "مورسکوز ✠ کے کفریات اور الحادات" کی تیار کر کے شاہ فلپ ثالث کے آگے اس لیئے پیش کی تھی کہ انکو ملک سے خارج کر دیا جاوے اُس میں ایک وجہ کفر و الحاد کی یہ لکھی تھی کہ "وہ کسی چیز کو ایسا اچھا قرار نہیں دیتے جیسے کہ تمام دینی معاملات میں پوری آزادی کا دینا چنانچہ ترک اور تمام دوسرے مسلمان اپنی رعایا کو پوری مذہبی آزادی دیتے ہیں"۔ اس عبارت سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مذہبی آزادی کے بارہ میں مسیحی بزرگوں کے کیا خیالات تھے۔ مسیحی بزرگوں کے نزدیک مذہبی آزادی کا دینا ایک جرم تھا۔ اور مسلمانوں کے نزدیک یہ عین اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا۔ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔

شریف حسن

لندن۔ ۴۔ جون سنہ ۱۹۱۵ء

✠ یہ ہسپانیہ کے ان باشندوں کا نام ہے جنکے آباؤ اجداد مسیحی تھے اور جنہوں نے مسلمانوں کے آنیکے بعد بطیب خاطر اسلام قبول کر لیا تھا۔

اظہار حق	۵ر
احمدی کا من	ار
الھدیٰ	۶ر
اعجاز احمدی	۳ر
تائید المسیحؑ	۱ر
پنج ارکان اسلام	ار
پارہ پنجم بخاری شریف	۸ر
تذکرۃ الشہادتین اردو	۵ر
″ فارسی	۳ر
تقریروں کا مجموعہ	۳ر
تقریریں	۲ر
تفسیر القرآن مصنفہ مولوی سید سرور شاہ صاحب آٹھ پارہ تک	۸ روپے
تفسیر پارہ اوّل مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب از درس حضرت خلیفہ اوّلؓ	عہ/۴ر
تفسیر پارہ دوئم مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب از درس حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ	عہ/۴ر
تفسیر پارہ ۲۳ ع ۲۴ ″	عہر
تفسیر پارہ ع ۲۵ ″	عہر
″ ع ۲۶ ″	عہ
حمامۃ البشریٰ	۸ر
حقیقت نماز	۷ر
غیرت کی حیرانی حصہ اوّل	۵ر
″ حصہ دوئم	۴ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲ر
خزینۃ المعارف حصہ اوّل و دوئم	۴ر
″ حصہ سوئم و چہارم	۸ر
سیرۃ الابدال	۱ر
متن اربعین	۵ر
مسک العارف	۱ر
مکتوبات احمدیہ	۴ر
مکتوبات محمدیہ	۴ر
لکچر لاہور	۱ر
قصائد احمدیہ	۶ر
نزول المسیحؑ	۴ر
نسیم دعوت	۳ر
ہدیہ ثاقب	۲ر

ریویو انگریزی و ریویو اردو کے گذشتہ فائل مل سکتے ہیں۔ قیمت کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

مینجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

تعلیم — تعمیر

تعلیم: آمد								تعلیم: خرچ								تعمیر: آمد			تعمیر: خرچ		
[illegible]	فیس [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرقی	میزان	بقایا سابقہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرقی	[illegible]	میزان خرچ	باقی	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	فاضل
[illegible] ۷/	[illegible] ۴/	[illegible] ۷/۵ پ	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۱۲/۱۱ پ	[illegible] ۹/۸ پ	[illegible] ۶/۷ پ	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۸/	[illegible] ۸/	[illegible] ۶/	[illegible] ۱۵/۱۰ پ	[illegible] ۴/	[illegible] ۶/	[illegible] ۳/ پ	[illegible]	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۶/

اشاعت اسلام — زکوٰۃ

اشاعت اسلام: آمد										اشاعت اسلام: خرچ									زکوٰۃ: آمد		
امانت	انگریزی؟	اردو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان	انگریزی؟	اردو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرق [illegible]	متفرق [illegible]	میزان خرچ	باقی	آمد	بقایا سابقہ	میزان
[illegible] ۹/	[illegible] ۴/	[illegible]	[illegible] ۵/	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۵/	[illegible] ۱۱/۵ پ	[illegible] ۸ پ	[illegible] ۳/	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۶/	[illegible] ۹ پ	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱/	[illegible] ۱۵/۵ پ	[illegible] ۸/	[illegible] ۶/	[illegible] ۱۵/

بیت المال — مساکین — یتامیٰ

بیت المال												مساکین				یتامیٰ		
[illegible]	[illegible]	متفرقی	میزان آمد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	فاضل	[illegible]	میزان	بقایا سابقہ	میزان آمد	[illegible]	[illegible]	فاضل
[illegible] ۷/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۵/	[illegible] ۶/	[illegible]	[illegible] ۱۰/	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۵/	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۵/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۴/۵ پ	[illegible] ۶/	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۹/۲ پ	[illegible] ۱۱/۸ پ

مقبرہ بہشتی — متفرقات

مقبرہ بہشتی: آمد					مقبرہ بہشتی: خرچ				متفرقات: آمد				متفرقات: خرچ						
حصہ آمد	وصایا	[illegible]	میزان	بقایا سابقہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	باقی	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	شفاخانہ	میزان	فاضل
[illegible] ۸/	[illegible] ۹/	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۱۰/۷ پ	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۳/	[illegible] ۳/	[illegible] ۷/۴ پ	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۲/	[illegible] ۶/	[illegible] ۷/۱۰ پ	[illegible] ۱/۱۰ پ	[illegible] ۶/	[illegible]	[illegible] ۶/	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۱۳/۱۰ پ

تفصیل بقایا صیغہ جات یکم مئی سنہ ۱۹۱۵ء

	پائی	آنہ	روپیہ
مساکین	۲	۶	۱۲۲۵
تعلیم	۱۰	۱۵	۱۰۷۳۸
اشاعت	۵	۱۵	۲۱۰۳
مقبرہ	۴	۷	۹۱۲۱
زکوٰۃ	۹	۱۵	۳۴۰۱
بورڈران ہائی	۰	۰	۱۶۴۰
امانت اندرونی	۹	۹	۳۳۸۲
" بیرونی	۹	۱۲	۶۹
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۶	۵	۳۵۶۱۸
منہائی فاضل	۶	۱۴	۲۲۷۲۶
	۰	۷	۱۲۸۹۱
منہائی پیشگی	۹	۱	۱۲۸۹۰
نزد امین	۳	۵	۱

تفصیل فاضل صیغہ جات

	پائی	آنہ	روپیہ
مدرسہ احمدیہ	۰	۱۱	۳۵۲۹
بیت المال	۹	۵	۱۱۹۱۲
تعمیر	۳	۱۱	۱۸۳۹
یتامیٰ	۸	۱۱	۱۰۶۵
مدرسہ احمدیہ	۰	۸	۱۷
متفرقات	۱۰	۱۴	۴۳۶۱
میزان	۶	۱۴	۲۲۷۲۶

تفصیل پیشگی

	پائی	آنہ	روپیہ
تعلیم	۰	۱۴	۱۶۲۰
بیت المال	۳	۹	۲۸۷۸
مقبرہ	۰	۰	۴۲۲
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
متفرقات	۰	۰	۵۴۵
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
تعمیر	۶	۱۰	۶۴۷۳
میزان	۹	۱	۱۲۸۹۰

ناظر
محمد اشرف

محاسب
خلیفہ رشید الدین

بورڈران ہائی

آمد بورڈران	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان	بورڈ چندہ	خورد و نوش	متفرق اخراجات	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران احمدیہ

آمد بورڈران	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	تنخواہ (?)	خورد و نوش	غریب (?)	متفرق	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

امانت اندرونی / امانت بیرونی / مستقل فنڈ

آمد	امانت اندرونی: بقایا سابقہ	امانت اندرونی: میزان	امانت اندرونی: خرچ	امانت اندرونی: باقی	امانت بیرونی: بقایا سابقہ	امانت بیرونی: خرچ	امانت بیرونی: باقی	مستقل فنڈ
ما/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اُردو قاعدہ

قاعدہ یسرنا القرآن حصہ سوئم جو اُردو پڑھنا سیکھنے کے لیئے قاعدہ مذکور کی طرز پر ہے بعد ترمیم چھپ کر تیار ہو گیا ہے جیسے یہ قاعدہ عربی پڑھنے کیلئے مفید ہے ویسے ہی یہ حصہ اُردو کیلئے بھی مفید ہے۔ ایسا ہی قاعدہ یسرنا القرآن مکمل اور حصہ اول۔ اور اس قاعدہ کی طرز تحریر اور رسم خط کے تین پارہ موجود ہیں۔ جنہیں بچے نہایت آسانی سے پڑھ سکتے۔ قیمت مکمل قاعدہ ۲ر حصہ اول ۰ر حصہ سوئم ۱ر اور فی پارہ ۱ر ہے۔ کتاب مرقات الیقین فی حیوٰۃ نور الدینؓ کی قیمت ۱ہر ہے۔ اور یہ ساری کتابیں دفتر میگزین سے مل سکتی ہیں؛

دفتر ریویو قادیان

شرح اُجرت اشتہارات رسالہ ریویو آف ریلیجنز

میعاد	پورا صفحہ انگریزی	پورا صفحہ اُردو	نصف صفحہ انگریزی	نصف صفحہ اُردو	چوتھائی صفحہ انگریزی	چوتھائی صفحہ اردو	ایک سطر انگریزی	ایک سطر اُردو
سالانہ	للعہ	للعہ	دعہ	دعہ	دعہ	دعہ	سے ر	سے ر
ششماہی	دعہ	دعہ	دعہ	دعہ	عہ	عہ	عہ ۱۲ر	عہ ۱۲ر
سہ ماہی	دعہ	دعہ	عہ	عہ	اعہ ر	اعہ ر	عہ ر	عہ ر
ایک دفعہ	لے ۸ر	لے ۸ر	للعہ ر	للعہ ر	سے ر	سے ر	۸ ر	۸ ر

تمام درخواستیں دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہیئیں

ڈاکٹر کی ہدایت

باٹلی والا کی ایک ایک گرین کونین کی گولیاں۔ قیمت یک صد گولی ۱۲ر باٹلی والا کی دو دو گرین کی گولیاں قیمت یکصد گولی عہ ر باٹلی والا کا عرق جو روزانہ بخار۔ موسمی بخار اور زکام کے لیئے مفید ہے قیمت عہ ر باٹلی والا کی مقوی گولیاں۔ جو چہرہ کی زردی ضعف اعصاب وغیرہ مفید ہیں قیمت عہ ر باٹلی والا کا دانتوں کا منجن۔ نہایت مفید قیمت ۴ر باٹلی والا کا داد کا مرہم جو پھوڑے پھنسیوں کیلیئے مفید ہے قیمت ۴ر تمام بڑے دوا فروشوں یا ذیل کے پتہ سے مل سکتی ہیں۔

Dr. H. L. Batli Wala & Sons. Worli Bombay.

RCG. NO. L 303

قوت باہ کی گولیان

۲۵

جیسا نام ویسا کام

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں ۳۰ سال سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس اسکنٹا ڈائنا۔ الا کر یہ گولیاں بنی ہیں مغز زیرہ رگ اور خون کو طاقت دینے کا دعویٰ رکھتی ہیں زیادہ محنت جوانی کی خرابی اور بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو منی پتلی ہو گئی ہو ان گولیوں کے استعمال کے اول روز ہی فائدہ ظہور ہو جاتا ہے انہیں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے چہرہ رونق اور جوانی اور ضعیفی کی حالت سے ٹوٹتے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ محصولڈاک ایک چار شیشی تک ۵ ر

امتحاناً نمونہ کی گولیاں مفت دیجاتی ہیں۔

امتحان کے اول ہی روز سے اپنا فائدہ دکھاتی ہیں ضرور امتحان کیجئے۔ اگر آپ بلا قیمت انکی آزمائش کرنا چاہیں تو صرف محصولڈاک کیلئے دو پیسہ کا ٹکٹ بند لفافہ میں بھیجئے اور اس خط میں دس خواندہ آدمیوں کے نام مع صاف پتہ روانہ فرمائیے

کولا ٹانک

ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانے کی دوا

کولا طاقت کو بڑھاتا ہے زیادہ فکر کی وجہ سے یا محنت غم۔ بیماری۔ تبدیلی آب و ہوا کی وجہ سے بدن کمزور ہو گیا ہو تو کولا استعمال کرو اس سے طاقت پیدا ہوتی ہے کولا دم کو بڑھاتا ہے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی کشتی کسرت ناچ۔ گانا۔ پڑھنا۔ پڑھانا اور دیگر دماغی کاموں میں پہلے کولا پیو۔ دم جلدی نہیں تھکے گا۔ جو دل۔ دھڑکن کلیجہ کی کمزوری کو فائدہ کرتا ہے اگر کام یا کسی دیگر سبب سے رات کو جاگنا ہو تو کولا پیو اس سے حرارت نہیں رہیگی۔ کولا شراب کو چھوڑاتا ہے اگر زیادہ شراب پی ہو تو ایک یا دو خوراک کولا پی جائے اچھی نیند آجائیگی تھوڑے دن کے استعمال سے شراب سے نفرت ہو جاتی ہے کولا کے سہارے افیون چھوٹتی ہے کولا کی مدد سے افیون کی مقدار کم کرو تھوڑے دن میں بغیر کسی تکلیف کے افیون چھوٹ جائے گی۔ قیمت فی شیشی عہ محصول ۵ ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

Digitized by Khilafat Library

کلورو ڈائن

یہ انگریزوں کی خانگی دوا ہے۔ ریاحی درد جو خواہ کسی صورت سے ہو اسکی ایک دو خوراک سے جاتی ہے اور دست اور پیچش کیلئے یہ نہایت مفید ہے ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے ایک نامی دواخانہ سے بنوایا ہے اور دیگر قیمتی کلورو ڈائنوں سے بہتر ہے اسلئے بازاری کلورو ڈائن نہ خرید کر کے اس کلورو ڈائن کو خریدیں۔ قیمت ۶ ر اور ایک درجن کا للعہ محصول ۵ ر

داد کا مرہم

کھجلانے سے آرام کرنا بہتر ہے

اسکے لگانے سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی ایکمرتبہ لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے اور دو تین مراتب کے استعمال سے ایکدم جاتا رہتا ہے جب کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوا تو اسکو بھی ایک بار آزما دیکھئے۔ جناب مہاراجہ کمار سریمان وشیور سنگھ ریاست شنکر پورہ ضلع بھاگلپور سے لکھتے ہیں یہ دوسرا موقع ہے کہ آپکے داد مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی ہیں آپکا تہ دل سے مشکور ہوا قیمت فی ڈبیہ ۴ر محصول ایک سے چھ ڈبیہ تک ۵ ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مطبع میگزین قادیان میں منشی محمد نصیب پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپکر صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کیلئے شائع ہوا۔